بڑوں اور بچوں کی دینی تربیت کے لیے ناگزیر

اِسلامی عقیدہ

(سوالاً جواباً)

تالیف: محمد بن جمیل زینو

ترجمہ: ابو محمد حافظ عبدالستار حماد

بڑوں اور بچوں کی دینی تربیت کے لیے ناگزیر
اسلامی عقیدہ
(سوالاً جواباً)
تالیف: محمد بن جمیل زینو
ترجمہ: ابو محمد حافظ عبدالستار حماد

فہرست

عرضِ ناشر

اسلام میں صحیح عقیدے کو نہایت اساسی مقام حاصل ہے۔ صحیح عقیدہ وہ ہے جس کے ماخذ قرآن وسنت ہوں۔ عمل صالح کی اٹھان جب صحیح عقیدے پر ہو تو وہ ثمر آور ہو جاتا ہے اور مردود سے مقبول بن جاتا ہے۔

زیر نظر رسالہ ''اسلامی عقیدہ'' فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو رحمہ اللہ کے اسلامی عقائد کے بارے میں لکھے گئے نہایت جامع کتابچے ''خذ عقيدتك من الكتاب والسنة الصحيحة'' کا ترجمہ ہے۔ جسے شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ یہ کتابچہ مختصر ہونے کے باوجود نہایت مفید ہے۔ اس میں توحید اور دیگر عقائد نہایت آسان انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ الحمد للہ یہ رسالہ اہل حق کے بعض مدارس میں شامل نصاب ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ رسالہ بچوں اور بچیوں کے تمام مدارس میں شامل نصاب ہو۔ ہر مسلمان اسے پڑھے اور اپنے عقیدے کو درست کرے۔

دارالسلام کی طرف سے یہ رسالہ سالہا سال سے شائع ہو رہا ہے مگر اب

اسے نظر ثانی کے بعد جدید انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ آخر میں موضوع کی مناسبت سے عقیدۂ توحید کے متعلق علامہ عبدالرزاق ملیح آبادی ﷫ کا نہایت جامع مضمون، جو انھوں نے 1925 میں ''کتاب الوسیلہ'' اردو ایڈیشن کے مقدمے کے طور پر لکھا تھا، شامل کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مفید بنائے اور مؤلف، مترجم، ناشر اور سلسلۂ اشاعت کے معاونین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ آمین

خادمِ کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مینجنگ ڈائریکٹر دارالسلام۔ الریاض، لاہور

اگست 2009ء

مقدمہ

الحمد لله رب العٰلمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله وأصحابه أجمعين.

عقیدہ کے متعلق یہ کتابچہ انتہائی اہم سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے، ہر جواب کے ساتھ قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے دلیل دی گئی ہے تاکہ پڑھنے والے کو جواب کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو جائے، اس لیے کہ ''عقیدۂ توحید'' ہی انسان کی دنیاوی اور اخروی کامیابی وسعادت کے لیے بنیاد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور اس سے مسلمانوں کو نفع پہنچائے۔

محمد بن جمیل زینو

مدرس دار الحديث الخيرية، مكة المكرمة

بندوں پر اللہ کے حقوق

(1)

س: اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس لیے پیدا کیا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے تاکہ ہم اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں جیسا کہ درج ذیل دلائل سے واضح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔'' [الذّٰریٰت 56:51]

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا»

''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنائیں۔'' [صحيح البخاري: 2856]

(2)

س: عبادت کیا ہے؟

ج: عبادت ہر اس قول و فعل کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے، مثلاً:

دعا، نماز اور قربانی وغیرہ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

"کہہ دیجیے! یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔" [الأنعام 6:162]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ»

"میرا قرب حاصل کرنے کے لیے بندہ جو عمل کرتا ہے ان میں سے فرض عبادت مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔" [صحيح البخاري: 6502]

س ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیسے کریں؟

ج جس طرح ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴾

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔" [محمد 33:47]

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

"جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود (اور غیر مقبول) ہے۔" [صحيح مسلم: 1718]

س (۴) کیا ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت خوف اور طمع سے کریں؟

ج جی ہاں! عبادت کے وقت ہماری یہی کیفیت ہونی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا﴾ [السجدة 16:32]

"وہ (مومنین) اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں۔"

اور نبی ﷺ نے اس دعا کی تحسین فرمائی:

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ»

"اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" [سنن أبي داود: 792]

س (۵) عبادت میں احسان کا کیا مفہوم ہے؟

ج عبادت میں اللہ تعالیٰ کی طرف پورا پورا دھیان رکھنا احسان ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ﴾

"وہ (اللہ) جو تمھیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم قیام کرتے ہو اور سجدہ کرنے والوں میں تمھاری نقل و حرکت کو بھی۔" [الشعرآء 26: 218، 219]

نبی ﷺ نے احسان کے بارے میں فرمایا:

«اَلإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ» [صحیح مسلم: 8]

"احسان (کا مفہوم) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس انداز سے کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے۔"

توحید: اقسام اور فوائد

(6)

س اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کو کس مقصد کے لیے بھیجا؟

ج اللہ تعالیٰ نے انھیں اس لیے بھیجا کہ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دیں اور اس ذات بابرکات کے ساتھ شرک کرنے سے روکیں جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

"اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو۔" [النحل 16:36]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ ...... وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ» [صحيح البخاري: 3443]

"تمام انبیاء آپس میں بھائی ہیں...... اور ان کا دین ایک ہی ہے۔"

س 7 توحید ربوبیت (رب ہونے میں اللہ کو ایک ماننا) کیا ہے؟

ج اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں یکتا ماننا کہ کوئی دوسرا اس کے کاموں میں شریک نہیں، توحید ربوبیت ہے، مثلاً: پیدا کرنا، تدبیر کرنا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الفاتحة 1:1]

"تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ رات کو ان الفاظ سے دعا کرتے:

«أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ» [صحيح البخاري: 7385]

"تو ہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔"

س 8 توحید الوہیت (صرف ایک معبود ماننا) کسے کہتے ہیں؟

ج صرف اکیلے اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ اس میں کسی کو شریک

نہ کرنا توحید الوہیت ہے، جیسے دعا (پکارنا)، ذبح اور نذر ماننا وغیرہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾

''اور تمھارا معبودِ برحق ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے وہی رحمٰن (اور) رحیم ہے۔'' [البقرة 2:163]

رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو ان سے فرمایا:

«فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ»

''پس سب سے پہلی چیز جس کی طرف تو انھیں دعوت دے، اللہ عزوجل کی عبادت ہی ہو۔'' [صحيح مسلم: 19]

صحیح بخاری میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:

«فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالَى» [صحيح البخاري: 7372]

''لوگوں کو سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اللہ کو ایک مانیں۔''

(9) س: توحید اسماء وصفات سے کیا مراد ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنی جو صفات بیان کی ہیں یا اس کے رسول ﷺ نے صحیح حدیثوں میں اس کے جو اوصاف اور افعال بیان فرمائے

ہیں انھیں حقیقت سمجھ کر ان کی تاویل، تفویض، بیانِ کیفیت اور تمثیل و تعطیل کے بغیر اللہ کے لیے اس کی شان کے لائق ماننا، توحید اسماء و صفات کہلاتا ہے[1] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونا، اس کا نزول فرمانا اور اس کا ہاتھ وغیرہ۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوریٰ 42:11]

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔"

---

[1] تاویل: حقیقی معنی چھوڑ کر باطل اور غلط معنی لینے کو تاویل کہتے ہیں۔ یہاں تاویل سے مراد غلط اور باطل تاویل ہے۔

تفویض: سپرد کرنے کے معنی میں ہے، مراد یہ کہ اللہ کی جو صفات ہیں ان کا معنی نہ کیا جائے بلکہ ان کا معنی اللہ کے سپرد کیا جائے، مثلاً: اللہ کے لیے "ید" ہے۔ لیکن اس کا کیا معنی ہے؟ یہ اللہ کے سپرد ہے۔ اس فرقے کو مفوضہ کہتے ہیں۔ یہ بھی باطل ہے۔

بیان کیفیت: یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت بیان کرنا، مثلاً: کوئی اللہ کے ہاتھ کی کیفیت بیان کرے۔ یہ کیفیت بیان کرنا جائز نہیں۔ بلکہ یہ کہے کہ اللہ کے لیے ہاتھ ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔

تمثیل: یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کو بعینہٖ مخلوق کی صفات کی طرح مانا جائے، یہ جائز نہیں۔

تعطیل: نفی صفات، یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کرنا، مثلاً: کوئی کہے: اللہ تعالیٰ سمیع نہیں، بصیر نہیں، یعنی صفت سماعت و بصارت نہیں رکھتا، یہ گمراہی ہے۔ (عبدالولی)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ» [صحيح مسلم: 758]

”اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے۔“

(10) **س** اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

ج اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اوپر عرش پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ [طٰهٰ:5:20] ”جو رحمٰن ہے وہ عرش پر ہے۔“

صحیح بخاری میں «اِسْتَوٰی» کی تفسیر میں ہے أَيْ عَلَا وَ ارْتَفَعَ ”وہ چڑھا اور بلند ہوا (جو رحمٰن ہے وہ عرش پر چڑھا اور بلند ہوا۔)“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ كَتَبَ كِتَابًا...... فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ»

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے...... پس وہ عرش کے اوپر اس کے پاس مکتوب ہے۔“ [صحيح البخاري: 7554]

(11) **س** کیا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے؟

ج اللہ تعالیٰ اپنے دیکھنے، سننے اور علم کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہے (ہماری جملہ حرکات وسکنات اس کے سامنے ہیں) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
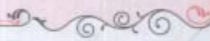
موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا:

﴿لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ﴾ [طٰہٰ 20:46]

"تم دونوں ڈرومت، یقیناً میں تمھارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے ذکر کرنے پر صحابۂ کرام سے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، - إِنَّكُمْ تَدْعُونَهُ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ» [صحیح مسلم: 2704]

"اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو (آہستہ آواز سے ذکر کرو)...... کیونکہ یقیناً تم ایک ایسی ہستی کو پکارتے ہو جو سننے والا اور قریب ہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے۔"

س عقیدۂ توحید کے کیا فائدے ہیں؟

ج اس کے مندرجہ ذیل فائدے ہیں: انسان کو دنیا میں ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آخرت میں جہنم کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم

مُّهْتَدُونَ﴾ [الأنعام 6:82]

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔ انھی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا»

''بندوں کا حق اللہ کے ذمے یہ ہے کہ وہ اس شخص کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا۔'' [صحيح البخاري:2856، وصحيح مسلم:30]

عمل قبول ہونے کی شرائط

(13)

س عمل قبول ہونے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

ج عمل قبول ہونے کی تین شرائط ہیں:

① اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی توحید کا اقرار۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے بطور میزبانی فردوس کے باغات ہوں گے۔'' [الكهف 18:107]

سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں تو آپ نے فرمایا:

«قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ» [صحیح مسلم: 38]

''کہہ دو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہ۔''

② اخلاص، یعنی ریاکاری اور نمائش کے بغیر عمل صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾ [الزمر 39:2]

''پس اللہ ہی کی عبادت کرو اس حال میں کہ تم دین (عبادت) کو اسی کے لیے خالص کرنے والے ہو۔''

③ عمل سنت نبوی کے مطابق ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾

''اور رسول جو کچھ تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تمھیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔'' [الحشر 59:7]

اور اسی کی بابت فرمانِ نبوی ہے:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» [صحیح مسلم: 1718]

"جو شخص ایسا عمل کرے جس پر ہمارا امر نہ ہو تو وہ عمل مردود (اور غیر مقبول) ہے۔"

شرک اکبر

(۱۴)

س اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟

ج اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ اس کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان 31:13]

"(لقمان نے کہا:) اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کونسا ہے، تو آپ نے فرمایا:

«أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» [صحيح البخاري: 4477]

"کہ تو اللہ کا کوئی شریک بنائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔"

س 15 شرک اکبر کسے کہتے ہیں؟

ج اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرنا، شرک اکبر کہلاتا ہے، مثلاً: غیر اللہ کو پکارنا، مُردوں سے فریاد کرنا، مدد مانگنا، اسی طرح ان زندہ لوگوں سے مدد مانگنا جو غائب ہیں اور پاس موجود نہیں اور تیری آواز کو بھی نہیں سنتے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا﴾ [النسآء 4:36]

"اور تم سب اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔"

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ» [صحيح البخاري:6871]

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے۔"

س 16 کیا اس امت میں بھی شرک پایا جاتا ہے؟

ج ہاں، اس امت میں بھی شرک موجود ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾

"ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہیں۔" [یوسف 12:106]

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتّٰى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ» [جامع الترمذي: 2219]

''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے چند قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی پرستش شروع کردیں۔''

س: فوت شدہ یا غائب لوگوں کو پکارنے اور ان سے حاجات طلب کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: ان سے مانگنا، یا انھیں پکارنا شرک اکبر ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [يونس 10:106]

''اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اسے مت پکار جو نہ تجھے فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، پس اگر تو نے ایسا کیا تو اس وقت یقیناً تم ظالموں (مشرکوں) سے ہوگے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ»

"جسے اس حالت میں موت آئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارتا تھا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔" [صحيح البخاري: 4497]

س کیا دعا کرنا (پکارنا) بھی عبادت ہے؟

ج ہاں، دعا بھی عبادت ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾

"اور تمھارے رب نے فرمایا: تم مجھے پکارو میں تمھاری دعا قبول کروں گا یقیناً وہ لوگ جو گھمنڈ (تکبر) میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔" [المؤمن 60:40]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ» [جامع الترمذي: 3372] "دعا ہی عبادت ہے۔"

س کیا مُردے دعا اور پکار سنتے ہیں؟

ج مُردے دعا اور پکار نہیں سن سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ [النمل 80:27] "یقیناً تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔"

اور اسی کی بابت اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ ﴾ [فاطر 22:35]

''تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔''

شرکِ اکبر کی قسمیں

س: کیا ہم فوت شدہ یا زندہ غیر موجود سے فریاد کر سکتے ہیں؟

ج: ہرگز نہیں! وہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان سے ہم فریاد کریں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴾

''اور (یہ مشرک) اللہ تعالیٰ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ اور انھیں کچھ معلوم نہیں کہ انھیں کب اٹھایا جائے گا۔'' [النحل 21،20:16]

مزید ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ [الأنفال 9:8]

''جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمھاری فریاد قبول کر لی۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی مصیبت اور پریشانی لاحق ہوتی تو فرماتے:

«يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ» [جامع الترمذي: 3524]

''اے زندۂ جاوید اور کائنات کو سنبھالنے والے میں تیری رحمت ہی سے فریاد کرتا ہوں۔''

س کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟

ج ہرگز نہیں! غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحة: 4:1]

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

«إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ»

''جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد مانگ۔'' [جامع الترمذي: 2516]

س کیا کسی زندہ سے تعاون لیا جا سکتا ہے؟

ج جی ہاں، ان چیزوں میں، جن کی وہ طاقت رکھتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ [المآئدۃ 2:5]

''اور جو کام نیکی اور اللہ تعالی سے ڈرنے کے ہیں ان میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ»

''اور اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔'' [صحیح مسلم: 2699]

(23) س کیا غیر اللہ کے لیے نذر ماننا جائز ہے؟

ج بالکل نہیں، نذر صرف اللہ کے لیے مانی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

﴿رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا﴾

''اے میرے رب! بے شک میں نے تیرے لیے اس بچے کی نذر مانی ہے جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد ہوگا۔'' [آل عمران 35:3]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

«مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ» [صحیح البخاري: 6700]
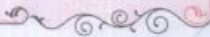
"جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔"

س کیا غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا جائز ہے؟

ج ہرگز نہیں! کیونکہ یہ بھی عبادت ہے جو صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر 108:2]

"پس اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھ اور ذبح کر۔"

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائیں، ان میں سے ایک یہ تھی:

«لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ» [صحیح مسلم: 1978]

"اس پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرتا ہے۔"

س کیا تقرب حاصل کرنے کے لیے قبروں کا طواف کرنا جائز ہے؟

ج ہرگز نہیں! طواف تو صرف بیت اللہ کا کرنا چاہیے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ [الحج 22:29]

"اور لوگ اس "قدیم گھر" (بیت اللہ) کا طواف کریں۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ»

”جس نے سات چکر بیت اللہ کا طواف کیا اور (اس کے بعد) دو رکعت نماز پڑھی تو یہ (عمل) ایک گردن (غلام/لونڈی) آزاد کرنے کی طرح ہوگا۔“ [مسند أحمد: 95/2، وسنن ابن ماجه: 2956]

(26)

س جادو کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج جادو کرنا کفر ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة: 102:2]

”اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ: ...... الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ»

”سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو...... اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا۔“ [صحيح البخاري: 6857، وصحيح مسلم: 89]

(27)

س کیا ہم عراف (غائب کی خبر دینے والے، چوریاں بتانے والے)

ر کاہن (آئندہ کی خبریں بتانے والے، دست شناس) کو علم غیب کے
عوے میں سچا مان سکتے ہیں؟

ج ہم انھیں سچا نہیں مان سکتے اور نہ ہمارے لیے ان پر یقین کرنا جائز
ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل 27:65]

"کہہ دیجیے: اللہ تعالیٰ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔"

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَتٰى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ» [مسند أحمد: 429/2، حديث: 9532]

"جو شخص کاہن (آئندہ کی خبریں بتانے والے) یا (چوریاں بتانے
والے عراف) کے پاس گیا اور اس کی باتوں پر یقین کیا۔ تو اس نے یقیناً
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔"

س کیا کوئی غیب کی خبریں جانتا ہے؟

ج اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں جانتا۔ البتہ وہ اپنے رسولوں کو
زانۂ غیب سے کسی بات کی اطلاع دے دے تو الگ بات ہے، اسے علم

غیب نہیں کہتے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾

"وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے اس نے پسند کرلیا ہو۔" [الجن 72:26,27] [1]

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ» [المعجم الكبير للطبراني: 18/7]

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔"

س: کیا ہم شفا حاصل کرنے کے لیے دھاگا، کڑا اور چھلا وغیرہ پہن سکتے ہیں؟

ج: ہرگز نہیں! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ﴾

---

[1] غیب کی بات پر اطلاع پانے سے اور غیب کی کوئی بات معلوم ہوجانے سے کوئی عالم الغیب نہیں بنتا ورنہ پھر تو عام مسلمان بھی عالم الغیب ہوجائیں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے وحی کے ذریعے سے معلوم ہونے والی بہت سی غیب کی خبریں اپنی امت کو بتائیں، مثلاً: قیامت کے احوال وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ غیب کی کسی بات سے مطلع ہونا اور چیز ہے اور عالم الغیب ہونا اور چیز ہے۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (عبدالولی)

”اور اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تم سے اس نقصان کو ہٹائے۔“ [الأنعام 6:17]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا یا چھلا دیکھا تو فرمایا: تجھ پر افسوس! یہ تو نے کیا پہن رکھا ہے تو اس نے عرض کیا کہ میں نے واہنہ (مرض) کی وجہ سے پہنا ہے تو آپ نے فرمایا:

«أَمَا، إِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا، انْبِذْهَا عَنْكَ، فَإِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا» [مسند أحمد: 4/446، حديث: 20242]

”خبردار! اس سے تیری بیماری میں اضافہ ہی ہوگا۔ اسے اتار دو کیونکہ اگر تجھے اسی حالت میں موت آگئی تو کبھی فلاح نہیں پاؤ گے۔“

س کیا ہم گھونگے، کوڑیاں اور اس طرح کی دیگر چیزیں پہن سکتے ہیں؟

ج انھیں شفا یا نظر بد وغیرہ کے لیے لٹکانا جائز نہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ﴾

”اور اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں۔“ [الأنعام 6:17]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ» [مسند أحمد: 4/156، حديث: 17558]

"جس نے تمیمہ (1) لٹکایا اس نے شرک کیا۔"

س اسلام کے مخالف قوانین پر عمل کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج عمل کرنے والا اگر انھیں جائز قرار دیتا ہے یا درست سمجھتا ہے تو بلاشبہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ کافر ہیں۔" [المآئدة 5:44]

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ» [سنن ابن ماجه: 4019]

"اور جب تک ان کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے اور اللہ کے نازل کردہ احکام کو اختیار نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی

(1) تمیمہ اس گھونگے یا کوڑی کو کہتے ہیں جو نظرِ بد سے بچنے کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔

لڑائی کو آپس میں ڈال دے گا۔"

س بعض دفعہ ایک شیطانی سوال ذہن میں آتا ہے کہ "اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟" اسے کیسے دور کیا جا سکتا ہے؟

ج جب شیطان اس قسم کے وسوسے ذہن میں لائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہیے، یعنی "أعوذ باللّٰہ" پڑھنا چاہیے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾ [حم السجدة 41:36]

"اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم شیطان کے مکروفریب کو رو کردیں اور یہ کہیں:

«آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ، اَللّٰهُ أَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ» [صحيح مسلم: 134، وسنن أبي داود: 4722]

"میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔"

پھر اس کے بعد تین دفعہ بائیں جانب تھوک دے اور شیطان سے اللہ کی پناہ میں آجائے اور یہ سوچ ترک کردے تو ان اعمال کے کرنے سے یہ شیطانی

خیالات اور وسوسے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ احکام ان صحیح احادیث سے ماخوذ ہیں جو بخاری، مسلم، ابوداود وغیرہ میں ہیں۔

س شرکِ اکبر کے کیا نقصانات ہیں؟

ج شرکِ اکبر کی وجہ سے انسان ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ [المآئدة 5:72]

"بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔"

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ» [صحیح مسلم: 93]

"جو شخص اس حال میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے (فوت ہو) کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

س کیا شرک کی موجودگی میں دوسرے اعمال صالحہ کارگر ثابت ہو سکتے ہیں؟

ج شرک کے ساتھ دوسرے نیک اعمال بے فائدہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الأنعام 6:88]

''اور اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ مَعِي فِيهِ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ» [صحيح مسلم: 2985]

''میں تمام شریکوں سے زیادہ، شرک سے غنی (اور بے پروا) ہوں۔ جو شخص اپنے عمل میں میرے ساتھ غیر کو شریک کرے تو میں اسے اور اس کے اس شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

شرک اصغر

س شرک اصغر کسے کہتے ہیں؟

ج شرک اصغر ریاکاری اور نمائش کا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

رَبِّهٖۤ اَحَدًا﴾ [الكهف 18:110]

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ» [مسند أحمد: 5/428، 429، حديث: 24030، والمعجم الكبير للطبراني: 4301]

''بلاشبہ تمھارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ ڈر ''شرک اصغر'' کا ہے۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دکھلاوا (ریاکاری)۔''

❀ یہ بھی شرک اصغر ہے کہ آدمی یوں کہے: اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں شخص نہ ہوتا، (تو یوں ہو جاتا) یا جو اللہ چاہے اور تو چاہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ» [سنن أبي داود: 4980]

''یوں نہ کہو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے اور فلاں چاہے۔ بلکہ یوں کہو: جو اللہ

چاہے، پھر جو فلاں چاہے۔"

س کیا غیر اللہ کی قسم اٹھانا جائز ہے؟

ج غیر اللہ کی قسم اٹھانا ناجائز اور حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾ [التغابن 7:64]

"آپ کہہ دیجیے: کیوں نہیں! میرے رب کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ» [سنن أبي داود: 3251]

"جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔"

نبی ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:

«مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ» [صحيح البخاري: 2679]

"جس نے قسم اٹھانا ہو تو وہ صرف اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے۔"

وسیلہ پکڑنا اور شفاعت طلب کرنا

س ہم اللہ تعالیٰ کی طرف کس چیز کا وسیلہ پکڑیں؟

ج وسیلہ دو طرح کا ہوتا ہے: ① وسیلہ جائز ② وسیلہ ممنوع۔

وسیلہ جائز: اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی صفات کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کرنا، یا اپنے نیک اعمال کو بطور وسیلہ پیش کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ [الأعراف 7:180]

"اور اللہ ہی کے لیے سب سے اچھے نام ہیں، لہٰذا اُسے ان ناموں سے پکارو۔"

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ﴾ [المائدة 5:35]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ قتادہ رحمہ اللہ سے "الوسیلة" کی تفسیر نقل کرتے ہیں: "کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے پسندیدہ عمل کے ذریعے سے اس کا قرب حاصل کرو۔" اور آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی:

«أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ» [مسند أحمد: 1/391، حديث: 3712]

"(اے اللہ!) میں تجھ سے تیرے ہر نام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی سے جس نے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا مطالبہ کیا تھا، فرمایا:

«فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ» [صحيح مسلم: 489]

"تو تم اپنے اس مطلب کے لیے کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔" یعنی
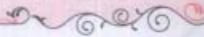
نماز سے اور وہ عمل صالح میں سے ہے۔

اسی طرح غار والوں کا قصہ مشہور ہے کہ تین آدمی سفر کے دوران بارش کی وجہ سے غار میں داخل ہوئے، غار کے منہ پر چٹان آگرنے سے اس کا منہ بند ہوگیا تو انھوں نے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر اس چٹان کو غار کے منہ سے ہٹادیا اور وہ نجات پاگئے۔
[صحيح البخاري: 3465]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے ہم اپنی محبت کو بطور وسیلہ استعمال کرسکتے ہیں جیسا کہ اللہ کی اپنے پیغمبر اور اپنے دوستوں سے محبت کو بھی بطور وسیلہ پیش کرسکتے ہیں۔

وسیلہ ممنوع: فوت شدگان کو پکارنا یا انھیں حاجت روا خیال کرکے انھیں حاجت براری کے لیے پکارنا، جیسا کہ آج ہو رہا ہے، شرک اکبر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [يونس 10:106]

”اور اللہ کو چھوڑ کر اسے مت پکارو جو تجھے نہ فائدہ دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر تو نے ایسا کیا تو یقیناً اس وقت تو ظالموں (مشرکوں) میں سے ہوگا۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبے کا وسیلہ ہرگز جائز نہیں ہے، مثلاً: یوں کہا جائے کہ اے اللہ! نبی کریم ﷺ کی حرمت اور جاہ کے وسیلے یا طفیل سے ہماری دعا قبول فرما۔ ایسا کرنا بدعت ہے کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہیں کیا۔ جیسے عمر رضی اللہ عنہ نے استسقا کے موقع پر نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ سے وسیلہ نہیں پکڑا بلکہ آپ ﷺ کے عمِ محترم عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے ان سے بارش کی دعا کرائی۔

بسا اوقات اس طرح کا وسیلہ انسان کو شرک تک پہنچا دیتا ہے، اس لیے کہ جب انسان کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی دنیا کے حاکم اور امیر کی طرح کسی بشر کے واسطے اور وسیلے کا محتاج ہے، تو اس صورت میں اس نے خالق کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے دی ہے۔[1]

س کیا دعا میں یہ ضروری ہے کہ ہم کسی شخص کو واسطہ بنائیں اور وہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے؟

ج ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کسی بشر، جن یا ملائک کے واسطے کی

---

[1] اس موضوع پر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب "التوسل وأحكامه وأنواعه" کا مطالعہ مفید رہے گا جس کا اُردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

محتاج نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾

''اور (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو (انھیں بتادو کہ) یقیناً میں قریب ہی ہوں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔'' [البقرۃ 2:186]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّكُمْ تَدْعُونَهُ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ» [صحیح مسلم: 2704]

''بلاشبہ تم ایک ایسی ہستی کو پکار رہے ہو جو سننے والی ہے، قریب ہے اور (علم کے اعتبار سے) تمھارے ساتھ ہے۔''

س کیا زندوں سے دعا کرانا جائز ہے؟

ج ہاں، زندہ کو دعا کے لیے کہا جاسکتا ہے، فوت شدہ کو نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، جب آپ زندہ تھے، مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ [محمد 19:47]

''اور آپ بخشش طلب کریں اپنے گناہوں کے لیے اور مومن مردوں اور

مومن عورتوں کے لیے بھی۔"

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے کہا:

«أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِي» [جامع الترمذي: 3578]

"اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے عافیت عنایت فرمائے۔"

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی زندگی میں آپ سے دعا کروایا کرتے تھے، ذخیرۂ احادیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ نے آپ سے دعا کی درخواست کی ہو، لہٰذا کسی فوت شدہ سے دعا کی درخواست کرنا جائز نہیں۔)

س رب تعالیٰ اور ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ کا واسطہ کیا ہے؟

ج آپ ﷺ کا واسطہ "دعوت و تبلیغ، یعنی دین پہنچانا" ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾

"اے رسول! جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ (لوگوں تک) پہنچا دو۔" [المائدة: 5:67]

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: ''کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟'' تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ [صحيح مسلم: 1218]

س رسول اللہ ﷺ کی سفارش کی درخواست ہم کس سے کریں؟

ج ہم یہ مطالبہ کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے شفیع وسفارشی بنیں، اللہ ہی سے کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا﴾ [الزمر 39:44]

''کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو دعا میں ان الفاظ کی تعلیم دی:

«اللّٰهُمَّ! فَشَفِّعْهُ فِيَّ» [جامع الترمذي: 3578]

''اے اللہ! میرے متعلق نبی کریم ﷺ کی سفارش قبول فرما۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ...... مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا» [صحيح مسلم: 199]

''اور بے شک میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لیے

اپنی دعا محفوظ رکھی ہے،...... اس کے لیے جو میری امت میں سے اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔"

س کیا ہم زندہ لوگوں سے کسی کے ہاں سفارش کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

ج دنیاوی امور میں زندوں سے سفارش کا مطالبہ کر سکتے ہیں جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا﴾

"جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔" [النسآء 4:85]

معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا» [سنن أبي داود:5132]

"سفارش کیا کرو تمھیں اجر دیا جائے گا۔"

س کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و مدح میں مبالغہ آمیزی کر سکتے ہیں؟

ج مبالغہ آمیزی اور غلو ہرگز جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾
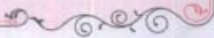
"(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے: یقیناً میں تو تمھاری طرح ایک بشر ہی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ بلاشبہ تمھارا معبودِ برحق صرف ایک ہی معبود ہے۔" [الكهف 18:110]

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُولُهُ» [صحيح البخاري:3445]

"مجھے حد سے نہ بڑھاؤ، جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو حد سے بڑھایا۔ میں تو صرف اس کا بندہ ہوں، لہٰذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔"

إطراء: مدح و تعریف میں مبالغہ کرنے کو کہتے ہیں۔

جہاد، وَلاء، اخوت اور فریضۂ حکومت

س جہاد فی سبیل اللہ کا کیا حکم ہے؟

ج اپنی جان و مال اور زبان سے جہاد کرنا واجب ہے، اللہ کا فرمان ہے:

﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾

"نکلو! خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔" [التوبة 9:41]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ»

[سنن أبي داود: 2504]

"مشرکین سے اپنی جان و مال اور زبان سے جہاد کرتے رہو۔"

س ولاء کسے کہتے ہیں؟

ج ولاء محبت اور نصرت و تعاون کا نام ہے۔ فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ [التوبة 9:71]

"مومن مرد اور مومن عورتیں (یہ سب) ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔"

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا»

"ایک مومن دوسرے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔" [صحيح البخاري: 481]

س کیا کفار سے دوستی رکھنا اور ان کی مدد کرنا جائز ہے؟
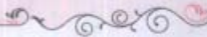
ج ہرگز نہیں! کفار سے دوستی اور ان کی مدد کرنا شرعاً ناجائز ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ [المآئدة 5:51]

"اور تم میں سے جو شخص انھیں اپنا دوست بناتا ہے تو یقیناً وہ انھی میں سے ہے۔"

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ آلَ أَبِي فُلَانٍ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي» [صحيح البخاري: 5990]

"بے شک ابو فلاں کی آل میرے دوست نہیں۔"

س ولی اللہ کون ہوتا ہے؟

ج مومن اور متقی ہی ولی اللہ ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ [يونس 10:62,63]

"سنو! بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، (اولیاء اللہ:) وہ لوگ (ہیں) جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے۔"

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ» [صحيح البخاري: 5990]

"یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا دوست ہے اور صالح اہل ایمان میرے دوست ہیں۔

س مسلمان کس چیز کے ساتھ فیصلہ کریں؟

ج مسلمان کتاب وسنت کے ساتھ فیصلے کریں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ﴾ [المآئدة 5:49]

"اور یہ کہ تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرو۔"

اور نبی اکرم ﷺ نماز تہجد کا آغاز اس دعا سے کرتے تھے:

«..... عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ»

"......اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے! اپنے بندوں کے درمیان تو ہی فیصلہ فرمائے گا۔" [صحيح مسلم: 770]

کتاب وسنت پر عمل

س اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کس لیے نازل فرمایا؟

ج تاکہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾ [الأعراف 7:3]

"(لوگو!) جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی

پیروی کرو۔"

عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

«تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِذَا عَلِمْتُمُوهُ فَلَا تَغْلُوا فِيهِ، وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ» [مسند أحمد: 3/444، حديث: 15751]

"قرآن سیکھو جب اسے سیکھ لو تو اس میں زیادتی نہ کرو، اس سے اعراض نہ کرو، (بلکہ اس پر عمل کرو) اور اسے ذریعہ معاش نہ بناؤ۔"

س صحیح حدیث پر عمل کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

"اور جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تمھیں منع کر دے اس سے رک جاؤ۔" [الحشر 59:7]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ فَتَمَسَّكُوا بِهَا» [سنن أبي داود: 4607، ومسند أحمد: 127/4، حديث: 17275]

''میرے طریقے کو لازم پکڑو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو۔''

س کیا ہم صرف قرآن کریم کو لے کر حدیث پاک سے مستغنی ہو سکتے ہیں؟

ج ہرگز نہیں! کیونکہ حدیث نبوی قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ [النحل 16: 44]

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اس (قرآن) کی تشریح بیان کریں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ألا إني أوتيتُ القرآنَ و مثلَه معه»

''خبردار! بے شک مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی چیز (حدیث) بھی۔''

[مسند أحمد: 4/131، حديث: 17306، وسنن أبي داود: 4604]

س کیا ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پر کسی کی بات مقدم کر سکتے ہیں؟

ج بالکل نہیں! ہم کسی کی بات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سے مقدم نہیں کر سکتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

[الحجرات 49:1]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ»

''اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی بات ماننا جائز نہیں۔''

[المعجم الكبير للطبراني: 170/18]

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«أَخْشَى أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ، أَقُولُ لَكُمْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَتَقُولُونَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ»

''مجھے تم پر آسمان سے پتھر برسائے جانے کا ڈر ہے (کیونکہ) میں تمھیں کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور (مقابلے میں) تم کہتے ہو: ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا۔'' [إيقاظ همم أولي الأبصار: 192/1، وسنن الدارمي: 115/1]

س اگر آپس میں ہمارا اختلاف ونزاع ہو جائے تو کیا کریں؟

ج ان حالات میں ہم قرآن مجید اور سنت صحیحہ کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ یہی اللہ کا حکم ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

''پس اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو۔ اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے۔'' [النساء 4:59]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، فَتَمَسَّكُوا بِهَا»

''تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو، پس اسے مضبوطی سے تھامو۔'' [مسند أحمد: 4/127، حديث: 17275]

س تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کس طرح محبت کرتے ہو؟

ج ہم ان کی اطاعت اور ان کے احکامات کی پیروی کے ذریعے سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ [آل عمران 3:31]

''(اے نبی! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ» [صحيح البخاري: 15]

''تم میں سے کوئی ایک مومن ہی نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔''

س کیا ہم عمل چھوڑ کر تقدیر پر تکیہ اور بھروسا کر لیں؟

ج تقدیر کا سہارا لے کر اعمال ترک کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴾

''تو جس نے (مال) دیا، اور پرہیزگاری اختیار کی اور بھلائی کی تصدیق کی تو ہم ضرور اس کے لیے راہ ہدایت آسان بنا دیں گے۔'' [الليل 92:5-7]

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِعْمَلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ»

’’تم عمل کرتے رہو! کیونکہ ہر ایک کو وہ چیز آسان کردی گئی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔‘‘ [صحيح البخاري: 4949، وصحيح مسلم: 2647]

س کیا دین اسلام میں کوئی ’’بدعت حسنہ‘‘ بھی ہے؟

ج ہرگز نہیں! دین اسلام میں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة 5:3]

’’آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کرلیا ہے۔‘‘

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» [سنن النسائي: 1579]

''اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔''

س دین میں بدعت کیا ہے؟

ج دین میں بدعت یہ ہے کہ اس میں کوئی زیادتی یا کمی کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی بدعتوں پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾

[الشوریٰ 42:21]

''کیا ان لوگوں کے لیے ایسے شریک ہیں، جنھوں نے ان کے لیے دین کی وہ راہ نکالی ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ»

''جس نے ہمارے اس دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔'' [صحیح البخاري: 2697]

س کیا اسلام میں ''سنت حسنہ'' ہے؟

ج ہاں، اسلام میں سنت حسنہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ» [صحیح مسلم: 1017]

"جو شخص اسلام میں موجود اچھی سنت کو (اس کے متروک ہو جانے کے بعد پھر سے) جاری کر دے تو اس کے لیے اس کا اجر ہوگا اور ان لوگوں کا اجر بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اجر و ثواب میں سے کوئی شے کم ہو جائے۔"

س مسلمانوں کو غلبہ کب نصیب ہوگا؟

ج مسلمانوں کو اس وقت غلبہ حاصل ہوگا جب: ❀ کتاب اللہ کو عملاً نافذ کر دیں گے۔ ❀ سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوں گے۔ ❀ توحید باری تعالیٰ کا پرچار کریں گے۔ ❀ شرک کی تمام اقسام سے اجتناب کریں گے۔ ❀ اور اللہ کے دشمنوں سے نپٹنے کے لیے حسب استطاعت قوت تیار کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدم مضبوط جما دے گا۔" [محمد 7:47]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ﴾ [النور 24:55]

''اللہ تعالیٰ نے تم سے، یعنی ان لوگوں سے، جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور بالضرور انھیں اس زمین میں حاکم بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنا چکا ہے۔ اور ان کے لیے ان کے اس دین کو زمین میں مضبوطی سے قائم کردے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کی (موجود) حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا کہ وہ میری بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔''

مقبول دعا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ پریشانی یا فکر و غم سے دوچار ہو جائے تو وہ یہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس

کی پریشانی اور غم کو دور کر کے اسے اس کی جگہ خوشی اور کشادگی عطا فرماتا ہے:

«اللَّهُمَّ! إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي وَجَلَاءَ حُزْنِي، وَذَهَابَ هَمِّي»

''اے اللہ! بلاشبہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، مجھ میں تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ سراسر انصاف ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر اس نام کے ذریعے سے جو تیرا ہے، جسے تو نے خود اپنا نام رکھا ہے، یا اپنی کتاب میں اسے اتارا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اسے اپنے پاس علم غیب میں رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میری پریشانی اور غم کو ختم کر دینے والا اور میری فکرمندی کو لے جانے والا بنا دے۔'' (آمین)

[مسند أحمد: 391/1، حديث: 3712]
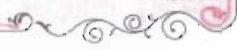
اختتامیہ

انس رضی اللہ عنہ بنی اُمیہ کے زمانے میں رویا کرتے تھے کہ عہدِ اول کا دین باقی نہیں رہا۔ اگر وہ ہمارے اس زمانے کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ کیا وہ ہمیں ''مشرک'' قرار نہ دیتے اور ہم انھیں کوئی برا نام نہ دیتے کیونکہ اُس وقت اور اِس وقت کے اسلام میں اب اگر کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی ہے تو صرف لفظ ''اسلام'' ہے یا چند ظاہری و رسمی عبادتیں ہیں اور وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں۔ ''کتاب اللہ'' جیسی آسمان سے اتری تھی اب تک قائم ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدون و محفوظ، مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، مگر کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ دونوں مہجور و متروک ہیں۔ طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں، گنڈوں، تعویذوں میں مستعمل ہیں۔ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں اور باوجود ادعائے اتباع کے ان سے مخالف چل رہے ہیں۔ اجمیر کا عُرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو عاملِ قرآن اور علمبردارِ توحید تھے؟ اودھ کے ایک ہندو رہنما نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا: ''اب تک مجھے شک تھا کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد

ہوسکتا ہے، مگر آج یقین ہوگیا ہے کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں کا ہے، حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔'' اور یہ اس نے سچ کہا کیونکہ اس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کے شرک میں فرق ہے تو صرف ناموں اور طریقوں ہی کا ہے ورنہ حقیقت تقریبًا ایک ہے۔ ہندو بتوں کے سامنے پرستش کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی اور اجمیری کی۔ یہ کہنا کہ ہم پرستش نہیں کرتے، انھیں اللہ نہیں سمجھتے محض بے معنی ہے کیونکہ ہندو بھی بجز اللہ واحد کے کسی کی بھی ''اللہ'' سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ مشرکین عرب کرتے تھے۔...... ہاں، یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو ''پرستش و عبادت'' نہیں کہتے کچھ اور نام دیتے ہو۔ مگر ناموں کے اختلاف سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی۔ حساس آدمی کے لیے مسلمان مشرکوں کے حالات وخیالات معلوم کرنا ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے۔

اس فرقہ میں عقل ونقل دونوں کا کال ہے۔ ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ علام الغیوب ہے، سمیع وبصیر ہے، آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ اس کی مرضی کے بغیر حرکت کرسکتا ہے۔ وہ ہم سے دور نہیں نزدیک ہے اور اتنا نزدیک ہے کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں،

پھر وہ رحمٰن ورحیم ہے، غفور وغفار ہے، سخی ہے بے حساب دیتا ہے، جبار بادشاہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے، ہر وقت اس کا دروازہ کھلا ہے، ہر وقت اس کا ہاتھ پھیلا ہے، ہر وقت اس کا لنگر جاری ہے۔ یہ سب اور اس سے بھی زیادہ مانتے ہیں مگر...... ''مگر'' کے آگے عقل و دانش کی موت ہے، انسانیت اور انسانی شرافت کا ماتم ہے! مگر کے بعد یہ ہے کہ قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے۔ مُردوں سے منّتیں ماننا لازمی ہے۔ سفارش وشفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ناممکن ہے۔ یہ قبر ''غوثِ اعظم'' کی ہے جو مرجانے کے بعد بھی ''غوث'' ہیں اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں۔ یہ ''محبوبِ سبحانی'' ہیں ''عاشق جاں نثار'' کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں۔ یہ ''غریب نواز'' ہیں اور منے پر بھی مُٹھیاں بھر بھر کے دیتے ہیں۔ چنانچہ انسانیت اور اسلام کے مدعی جوق در جوق قبروں پر جاتے ہیں، ماتھے گھسیٹتے ہیں، ناک رگڑتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو کوئی شریف النفس اور خود دار انسان کسی مخلوق کے سامنے نہیں کرسکتا۔ انسان کے پاس سب سے بڑی دولت اس کی اپنی انسانیت ہے۔ یہ جاتے ہیں اور اس متاع عزیز کو چونے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے دردی سے قربان کر آتے
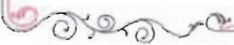
ہیں۔ اگر بتایا جاتا ہے کہ دیکھو یہ کیا کرتے ہو؟ شریعت نے منع کیا ہے، شرک ٹھہرایا ہے، جہنم کی سزا بتائی ہے۔ تو جواب، اِعراض و اِنکار ہے۔ تاویل و تحریف ہے، شریعت و حقیقت کی بحث ہے۔ ظاہر و باطن کی حجت ہے۔ وہابی و حنفی کا فرق ہے۔ قرآن کی آیت اور حدیث کے مقابلہ میں حسن بصری، شبلی، جیلانی اور چشتی کے ملفوظات ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے کبھی شرک جائز نہیں رکھا، مگر کس سے کہا جائے، کان ہوں تو سنیں، آنکھیں ہوں تو دیکھیں، دل ہوں تو سمجھیں۔ یہ صرف عوام کا ہی حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور کہے جائیں۔ ان لوگوں کا بھی ہے جو اپنے تئیں منہ پھاڑ پھاڑ کر ''علمائے اُمت'' ''وارث علوم نبوت'' اور ''انبیائے بنی اسرائیل'' کے مشابہ بتاتے ہیں۔ ایک طرف اسفارِ شریعت کے عالم اور دوسری طرف حقیقت و طریقت کے رازداں ہونے کے مدعی ہیں۔

دراصل یہی لوگ اس امت کے لیے اصل فتنہ اور تمام تر تباہیوں اور بربادیوں کا باعث ہیں۔ انھوں نے شریعت میں تحریف کی ہے اور کتاب و سنت کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا ہے۔ بدعت کی تاریکی پھیلائی ہے۔ اسلام کا نام لے کر اسلام کو مسلمان کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ تیرہ سو

برس کی پوری تاریخ ہمارے سامنے کھلی ہے۔ وہ کون سی مصیبت ہے جو ان کے ہاتھوں سے نہیں آئی۔ وہ کون سی گمراہی ہے جس کا جھنڈا انھوں نے اپنے کندھوں پر نہیں اٹھایا......؟ الفاظ سخت ضرور ہیں اور شاید قابل مؤاخذہ بھی ہیں مگر دل اور جگر میں جو گھاؤ پڑے ہیں، اور زیادہ ماتم پر مجبور کرتے ہیں۔ کون انسان ہے جو تیس کروڑ انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے۔ کون مسلمان ہے جو امت مرحومہ پر یہ قزاقانہ تاخت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور چپ رہے۔ کیا اس کے بعد بھی انسان دیوانہ نہ ہو جائے گا کہ دن کو رات بتایا جاتا ہے اور آفتاب کو سیاہ ٹکیہ کہا جاتا ہے۔ حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے۔ کون مسلمان ہے جس کے دل میں ذرہ بھی نورِ ایمان ہو اور شریعت کو ضلالت، سنت کو بدعت، ایمان کو کفر، توحید کو شرک اور شرک کو توحید ہوتے دیکھے اور جوش سے ابل نہ پڑے۔

مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ قرآن اور سنت کا فہم ناممکن ہے۔ لہٰذا اس سے دور رہو۔ اشخاص کی تقلید واجب ہے۔ لہٰذا بے چون و چرا ہمارے پیچھے چلے آؤ! قبریں اونچی کرو، قبے بناؤ، اولیاء سے منتیں مانو، اللہ تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ، جو چاہو کرو، بخشے جاؤ گے کیونکہ ''شفیع المذنبین'' کی امت ہو۔ یہی دین

ہے، یہی شریعت ہے، یہی سنت ہے، کیا ہم یہ سب سنیں اور خاموش بیٹھے
رہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین امت اٹھیں اور علمائے سوء کے
اس ''شرذمہ مشئومہ'' کے چہرہ سے نقاب الٹیں تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے
دیکھ لیں کہ ان بڑی بڑی پگڑیوں کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں
اور ان لمبی گھنی داڑھیوں کی اوٹ میں کفر و ریاء کی سیاہی چھپی ہوئی ہے۔ کیا
مسلمان اپنے عالموں اور رہنماؤں کے اسلام و اصلاح کا حال سننا چاہتے
ہیں۔ سرِ دست عبرت کے لیے یہ واقعہ نوٹ کر لیں کہ ان کے ایک ''متند
عالم'' نے جو صوفی اور شاید پیر بھی ہیں۔ تحریکِ خلافت کے دوران میں یہ تجویز
رکھی تھی کہ علماء و مشائخ کا ایک وفد ''اجمیر شریف'' جائے اور خواجہ صاحب کو
امت کی ایک ایک مصیبت سنا کر فریاد کرے۔ یہ صرف تجویز ہی نہ تھی، بلکہ سنا
ہے کہ عملاً یہ مولوی صاحب اپنے ہم مشربوں کے ساتھ شدِ رحال کر کے گئے
اور مزار پر خوب روئے پیٹے، مگر افسوس وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اور بے
مراد لوٹے چلے آئے۔

کیا یہی وہ توحید ہے جس کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں۔ جس کی
حفاظت کے علمائے دین مدعی ہیں اور جس کے اتباع و تمسک پر مسلمانوں

کو ناز ہے۔ اگر خواجہ صاحب امت محمدیہ کو اس قسم کے مصائب سے نجات دلا سکتے ہیں۔ تو رام و کرشن کی خدائی پر مسلمان کیوں منہ بناتے ہیں۔ اس اجمیری وفد کی تحریر پرائیویٹ نہ تھی، اخبارات کے کالموں میں علانیہ کی گئی تھی، مگر کسی عالم نے بھی یہ اعلان کرنے والے کی زبان نہ پکڑی کہ یہ شرک ہے بلکہ بہت سے مولویوں نے تو اس کی تحریرًا تائید کی جیسا کہ اخبارات کے پرانے فائل گواہ ہیں۔ کیا یہی وہ حفاظتِ دین ہے جس کا یہ لوگ بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔

اے کاش! ضلالت و بدعت کی یہ حمایت علماء کے اسی گروہ میں محدود ہوتی جسے بدعتی کہا جاتا ہے اور اس گروہ میں منتقل نہ ہوتی جو اصلاح و تجدد کا مدعی ہے۔ المناک واقعہ انتہائی رنج و اندوہ کے ساتھ تاریخ کے حوالے سے مسلمانوں کے گوش گزار کرتا ہوں کہ ابھی چند دن کی بات ہے کہ اس جماعت کے ایک تعلیمی مرکز کے ''شیخ اعظم'' اور دوسرے مشائخ نے تعزیہ داری جیسی صریح بدعت بلکہ شرک کے خلاف فتویٰ دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ موجودہ حالات میں ایسا فتویٰ ''خلاف مصلحت'' ہے۔

کیا یہی طریقہ شریعت کی حفاظت کا ہے؟ کیا یہی نیابتِ انبیاء ہے جس کا

فرض ہمارے علماء اس خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان آنکھیں کھولیں اپنے مذہبی پیشواؤں کی حقیقت معلوم کریں اور دین کی حفاظت اور شرک و بدعت کے اِزالہ کے لیے آگے بڑھیں؟ اسلام میں نہ پاپائیت ہے نہ روحانی پیشوائیت۔ وقت آگیا ہے کہ یہ خودساختہ پیشوائیت ڈھادی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تعلق اللہ کے دین سے براہ راست ہوجائے۔

وصلى الله تعالىٰ على نبيه محمد وآله وأصحابه أجمعين.

عبدالرزاق ملیح آبادی

کلکتہ 1925ء

قرآن مجید کی تلاوت سیکھنے کے لیے

قرآنی قاعدہ

- تجوید وقراءت کے بنیادی قواعد آسان پیرائے میں
- تمرینات میں قرآنی الفاظ وکلمات کا اہتمام
- تصاویر اور رنگوں کی مدد سے پڑھنا اور سیکھنا نہایت آسان
- آڈیو/وڈیو سہولت کے ساتھ
- اساتذہ کے لیے رہنما تدریسی ہدایات
- بچوں اور بڑوں کے لیے یکساں مفید
- مساجد، مدارس اور سکولوں میں مقبول ترین

ISBN 969574174-6